JOURNAL OF ISLAMIC CIVILIZATION ANDCULTURE(JICC)
Volume 09, Issue 01 (Jan-June , 2026)
ISSN (Print):2707-689X
ISSN (Online) 2707-6903
Issue: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/issue/view/20
URL: https://www.ahbabtrust.org/ojs/index.php/jicc/article/view/251
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.19835579

Title Principles of Hadith and Contemporary Approaches to Hadith Understanding: A Critical and Analytical Study

Author (s): Dr Shazia Bano , Kareem Bakhsh,

Dr Manzoor Ahmad

Received on: 18 September, 2025
Accepted on: 29 Feb, 2026
Published on : 30 March 2026

Citation: Dr Shazia Bano , Kareem Bakhsh, Dr Manzoor Ahmad "Islamic Legal Maxims and Ḥalāl–Ḥarām: Principles of Hadith and Contemporary Approaches to Hadith Understanding: A Critical and Analytical Study"JICC: 9 no, 1 (2026):p 15-33

Publisher: Al-Ahbab Turst Islamabad

Click here for more

اصولِ حدیث اور فہمِ حدیث کے جدید اصول: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Principles of Hadith and Contemporary Approaches to Hadith Understanding: A Critical and Analytical Study

**Dr Shazia Bano*
***Kareem Bakhsh*
****Dr Manzoor Ahmad*

Abstract

This research presents a comprehensive and analytical study of the principles of Hadith and contemporary approaches to Hadith understanding. The primary objective is to harmonize classical Hadith methodologies with modern intellectual, social, and academic demands. The study examines key elements such as riwayah (transmission) and dirayah (critical understanding), along with isnad verification and textual criticism, as essential tools for accurate interpretation. It further highlights the importance of contextual and linguistic analysis in understanding Hadith. In addition, the research explores the impact of the digital age, social media, and emerging scholarly trends on Hadith studies. A critical, analytical, and comparative research methodology is employed, incorporating perspectives from both classical and contemporary scholars. The findings demonstrate that developing contemporary principles of Hadith understanding, grounded in traditional Hadith sciences, is essential for ensuring accurate interpretation and effective application of Islamic teachings in the modern context.

Keywords

Hadith Principles, Hadith Understanding, Riwayah, Dirayah, Isnad, Textual Criticism, Contextual Analysis, Ijtihad, Contemporary Methodologies

....

**Assistant professor Islamiyat,Government Graduate College for Women Chungi no.14 Multan.*
***visiting lecturer, Department of Islamic Studies & Language, University of Layyah.*
****Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan.*

یہ تحقیقی مطالعہ اصولِ حدیث اور فہمِ حدیث کے جدید اصول کا جامع اور تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے، جس کا بنیادی مقصد کلاسیکی اصولِ حدیث کو معاصر علمی، فکری اور سماجی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔اس تحقیق میں روایت ودرایت، اسناد کی تحقیق، اور تنقیدِ متن کو فہمِ حدیث کی اساس کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جبکہ سیاق وسباق اور لسانی وبلاغی پہلوؤں کو درست تعبیر کے لیے نہایت اہم قرار دیا گیا ہے۔مزید برآں، ڈیجیٹل دور، سوشل میڈیا اور جدید علمی رجحانات کے اثرات کا بھی تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ حدیث فہمی میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کو واضح کیا جا سکے۔اس مطالعہ میں تنقیدی، تجزیاتی اور تقابلی منہجِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے، جس میں کلاسیکی اور معاصر علماء کی آراء کو یکجا کر کے پیش کیا گیا ہے۔نتائجِ تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصولِ حدیث کی مضبوط بنیاد پر جدید اصولِ فہمِ حدیث کی تشکیل ناگزیر ہے، تاکہ اسلامی تعلیمات کی صحیح تعبیر اور مؤثر اطلاق عصرِ حاضر میں ممکن ہو سکے۔

الفاظِ مفتاحیہ

اصولِ حدیث، فہمِ حدیث، روایت ودرایت، اسناد، تنقیدِ متن، سیاق وسباق، اجتہاد، جدید مناہج، ڈیجیٹل دور

تعارف (Introduction) :

حدیثِ نبوی ﷺ اسلامی شریعت کا ایک اہم ماخذ ہے، جو قرآنِ کریم کی عملی تفسیر اور وضاحت فراہم کرتی ہے۔ محدثین نے حدیث کی حفاظت کے لیے جو اصول مرتب کیے وہ علمی دنیا میں اپنی مثال آپ ہیں۔

ابتدائی ادوار میں حدیث کی جمع وتدوین کے ساتھ ساتھ اس کی صحت کو یقینی بنانے کے لیے اسناد، جرح وتعدیل، اور متن کی تحقیق جیسے علوم وجود میں آئے۔[1]

موجودہ دور میں جہاں علم کی رفتار تیز ہو گئی ہے، وہیں حدیث کے فہم میں بھی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ اصولِ حدیث کو جدید تقاضوں کے مطابق سمجھا جائے۔ یوسف القرضاوی، *کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ*، دار الشروق، قاہرہ، 2000ء، ص45۔

اصولِ حدیث کا تاریخی ارتقاء

علمِ اصولِ حدیث وہ بنیادی علم ہے جس کے ذریعے حدیثِ نبوی ﷺ کی صحت، حفاظت اور فہم کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ یہ علم تدریجی طور پر مختلف ادوار سے گزرتا ہوا ایک مکمل اور منظم شکل میں سامنے آیا۔اس کے ارتقاء کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے مختلف تاریخی مراحل کا جائزہ لیا جائے۔

عہدِ نبوی ﷺ: اصول کی بنیاد

عہدِ نبوی ﷺ میں حدیث براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی جاتی تھی، اس لیے اسناد کی ضرورت کم تھی، مگر احتیاط اور تحقیق کے اصول موجود تھے۔

امام خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

"كان الصحابةُ يتحرّزون في الرواية عن رسول الله ﷺ، ويتثبتون فيها غايةَ التثبت"[2].

ترجمہ: صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرنے میں انتہائی احتیاط کرتے تھے اور اس کی نقل میں پوری طرح تحقیق اور کامل اطمینان حاصل کرتے تھے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ روایت میں انتہائی احتیاط برتتے تھے۔

عہدِ صحابہؓ: تحقیقِ حدیث کا آغاز

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہؓ نے حدیث کی روایت میں مزید احتیاط اختیار کی۔ اس دور میں تحقیقِ اسناد کا ابتدائی تصور سامنے آیا۔

امام مسلمؒ روایت کرتے ہیں: "إن هذا العلم دين، فانظروا عمن تأخذون دينكم"[3].

ترجمہ: یہ علم (حدیث) دین ہے، لٰہذا دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حدیث کی روایت میں راوی کی تحقیق انتہائی ضروری ہے۔

عہدِ تابعین: اسناد کی اہمیت

تابعین کے دور میں اسناد کو باقاعدہ اہمیت دی جانے لگی، کیونکہ فتنوں کے باعث جھوٹی روایات کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

"لم يكونوا يسألون عن الإسناد، فلما وقعت الفتنة قالوا: سمّوا لنا رجالكم"[4].

ترجمہ: پہلے لوگ اسناد کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے، لیکن جب فتنے ظاہر ہوئے تو انہوں نے کہنا شروع کیا: ہمیں اپنے راویوں کے نام بتاؤ۔

عہدِ تدوین: اصول کا استحکام

تیسری صدی ہجری میں حدیث کی تدوین کا دور آیا، جس میں اصولِ حدیث کو مضبوط بنیادیں فراہم کی گئیں۔

امام بخاریؒ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: اشترط البخاري في صحيحه أن يكون الراوي قد ثبت لقاؤه بمن روى عنه5". یہ شرط اسناد کی تحقیق میں اعلیٰ معیار کی نشاندہی کرتی ہے۔

عہدِ متاخرین: اصولِ حدیث کی تدوین

بعد کے علماء نے اصولِ حدیث کو باقاعدہ کتابی شکل دی۔

امام ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

"علم الحديث من أفضل العلوم وأنفعها، إذ به يُعرف صحيح الأخبار من سقيمها[6]**"**.

ترجمہ: علمِ حدیث بہترین اور سب سے زیادہ نفع بخش علوم میں سے ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے صحیح اور ضعیف روایات میں فرق پہچانا جاتا ہے۔

یہ اقتباس علمِ اصولِ حدیث کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

عصرِ حاضر: جدید چیلنجز اور ارتقاء

موجودہ دور میں اصولِ حدیث کو نئے فکری اور علمی چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں ڈیجیٹل میڈیا اور مغربی تنقیدی نظریات شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی لکھتے ہیں:

"إن دراسة الحديث في العصر الحديث تحتاج إلى الجمع بين المنهج التقليدي والتحليل العلمي الحديث7".

ترجمہ: عصرِ حاضر میں حدیث کے مطالعہ کے لیے ضروری ہے کہ روایتی منہج اور جدید سائنسی و تحقیقی تجزیہ کو یکجا کیا جائے۔

یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جدید دور میں دونوں مناہج کا امتزاج ضروری ہے۔

روایت و درایت: فہمِ حدیث کی بنیاد

علمِ حدیث کی اساس دو بنیادی ستونوں پر قائم ہے: **روایت اور درایت**۔ روایت حدیث کے نقل و انتقال اور اسناد کی صحت سے متعلق ہے، جبکہ درایت حدیث کے مفہوم، حکمت اور صحیح تعبیر سے وابستہ ہے۔ محدثین نے ہمیشہ ان دونوں پہلوؤں کو یکجا رکھا تاکہ حدیثِ نبوی ﷺ کی حفاظت اور صحیح فہم ممکن ہو سکے۔

روایت (Riwayah): حدیث کی نقل و حفاظت

روایت سے مراد حدیث کو اصل صورت میں محفوظ کرنا اور معتبر اسناد کے ذریعے آگے منتقل کرنا ہے۔ اس میں

راویوں کی عدالت، ضبط، اور سند کا اتصال بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام خطیب بغدادیؒ روایت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الروايةُ نقلُ الحديث وضبطُه، وصيانته من التحريف والتبديل[8]".

یہ بیان واضح کرتا ہے کہ روایت کا مقصد حدیث کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھنا ہے۔

روایت میں اسناد کی اہمیت

اسناد روایت کا بنیادی جزو ہے، جس کے ذریعے حدیث کی صحت کا تعین کیا جاتا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

"الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء[9]".

ترجمہ: اسناد دین کا حصہ ہے، اور اگر اسناد نہ ہوتی تو جو چاہتا جو چاہتا کہہ دیتا۔

یہ قول اسناد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص من گھڑت بات کو حدیث کہہ سکتا تھا۔

درایت (Dirayah): فہم اور تحقیقِ معنی

درایت سے مراد حدیث کے معانی، مقاصد اور مفاہیم کو سمجھنا ہے۔ یہ صرف الفاظ کے ظاہری معنی تک محدود نہیں بلکہ اس میں گہرائی، حکمت، اور سیاق وسباق شامل ہوتے ہیں۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"فهمُ الحديث يحتاج إلى فقهٍ في ألفاظه ومعانيه، ومعرفةٍ بمقاصد الشريعة[10]".

حدیث کو سمجھنے کے لیے اس کے الفاظ اور معانی میں فقاہت اور شریعت کے مقاصد کا علم ضروری ہے۔

یہ اقتباس اس بات کو واضح کرتا ہے کہ درایت کے بغیر حدیث کا مکمل فہم ممکن نہیں۔

درایت میں سیاق وسباق کی اہمیت

درایت کا ایک اہم پہلو سیاق وسباق کو مد نظر رکھنا ہے، کیونکہ حدیث کے الفاظ کا مفہوم حالات کے مطابق بدل سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

"لا يُفهم الحديث حقَّ الفهم إلا بمعرفة أسباب وروده وسياقه11".

حدیث کا مکمل اور صحیح فہم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے بیان کے اسباب اور اس کے سیاق و

سباق کو نہ جانا جائے۔

یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حدیث کے حالات کو جانے بغیر اس کا صحیح مفہوم اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

روایت اور درایت کا باہمی تعلق

روایت اور درایت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ صرف روایت پر انحصار کرنے سے الفاظ تو محفوظ رہتے ہیں مگر مفہوم واضح نہیں ہوتا، جبکہ صرف درایت پر انحصار کرنے سے تحریف کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"لا يكون المرءُ من أهل الحديث حتى يجمع بين معرفة الرواية والدراية".

کوئی شخص اہلِ حدیث (ماہرِ حدیث) نہیں بن سکتا جب تک وہ روایت اور درایت دونوں کا علم جمع نہ کرلے۔

معاصر تناظر میں روایت و درایت

موجودہ دور میں روایت و درایت کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے، کیونکہ:

سوشل میڈیا پر غیر مستند احادیث پھیل رہی ہیں

سیاق سے ہٹ کر تشریحات کی جارہی ہیں

جدید مسائل کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہے

ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"الجمع بين فقه الحديث وفقه الواقع ضرورة لفهم السنة في العصر الحديث[12]".

حدیث کی فقہ اور حالاتِ حاضرہ کی سمجھ کو یکجا کرنا، عصرِ حاضر میں سنت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ایک ناگزیر ضرورت ہے۔

روایت اور درایت فہمِ حدیث کے دو بنیادی ستون ہیں۔ روایت حدیث کی حفاظت کو یقینی بناتی ہے، جبکہ درایت اس کے صحیح مفہوم کو واضح کرتی ہے۔ ان دونوں کے امتزاج کے بغیر نہ حدیث کی صحت برقرار رہ سکتی ہے اور نہ ہی اس کا درست فہم ممکن ہے۔

اسناد کی تحقیق اور تنقیدِ متن

علمِ حدیث میں صحتِ حدیث کے تعین کے لیے دو بنیادی اصولوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اسناد کی تحقیق اور تنقیدِ متن۔

محدثین نے ان دونوں پہلوؤں کو نہایت باریک بینی سے مرتب کیا تاکہ حدیثِ نبوی ﷺ کو ہر قسم کی تحریف، اضافہ اور کمی سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اسناد حدیث کے ظاہری پہلو (Transmission) کی نمائندگی کرتی ہے جبکہ متن حدیث کے باطنی پہلو (Meaning and Content) کو ظاہر کرتا ہے۔

اسناد کی تحقیق (Isnad Criticism)

اسناد حدیث کی وہ زنجیر ہے جس کے ذریعے حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ محدثین کے نزدیک اسناد ہی وہ معیار ہے جس سے حدیث کی صحت یا ضعف کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

"الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء[13]". یہ قول اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص من گھڑت بات کو حدیث کے نام سے پیش کر سکتا تھا۔

اسناد کے بنیادی اصول

محدثین نے اسناد کی تحقیق کے لیے چند بنیادی اصول وضع کیے، جن میں درج ذیل شامل ہیں:

اتصالِ سند: سند کا ہر راوی اپنے اوپر والے راوی سے ملاقات یا سماع رکھتا ہو

عدالتِ راوی: راوی دیانتدار اور متقی ہو

ضبطِ راوی: راوی کا حافظہ مضبوط ہو

عدمِ شذوذ: روایت کسی معتبر روایت کے خلاف نہ ہو

عدمِ علت: روایت میں کوئی مخفی نقص نہ ہو

امام ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

"الحديث الصحيح هو ما اتصل سنده بنقل العدل الضابط عن مثله إلى منتهاه من غير شذوذ ولا علة[14]".

حدیثِ صحیح وہ ہے جس کی سند متصل ہو، عادل اور مضبوط حافظے والے راوی نے اپنے جیسے راوی سے اسے نقل کیا ہو، یہاں تک کہ سند کا سلسلہ اپنے آخر تک پہنچ جائے، اور اس میں نہ کوئی شذوذ ہو اور نہ کوئی مخفی علت۔

یہ تعریف حدیثِ صحیح کے تمام اصولوں کو جامع انداز میں بیان کرتی ہے۔

جرح وتعدیل کی اہمیت

اسناد کی تحقیق میں علمِ جرح وتعدیل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس کے ذریعے راویوں کے حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

امام خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

"معرفة أحوال الرواة من أهم ما يحتاج إليه في صحة الحديث[15]".

یہ اقتباس اس بات کو واضح کرتا ہے کہ راویوں کے حالات کو جانے بغیر حدیث کی صحت کا تعین ممکن نہیں۔

تنقیدِ متن (Textual Criticism)

تنقیدِ متن سے مراد حدیث کے متن کو پرکھنا اور اس کے مفہوم کی تحقیق کرنا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آیا یہ روایت قرآن، عقل، اور دیگر مستند دلائل کے مطابق ہے یا نہیں۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"فإن صحة الإسناد لا تستلزم صحة المتن، بل لا بد من النظر في المتن كما ينظر في السند16".

تنقیدِ متن کے اصول

محدثین نے متن کی جانچ کے لیے بھی اصول مقرر کیے، جن میں شامل ہیں:

حدیث کا قرآنِ کریم سے تضاد نہ ہونا

عقلِ سلیم کے خلاف نہ ہونا

تاریخی حقائق کے مطابق ہونا

دیگر صحیح احادیث کے ساتھ ہم آہنگی

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"الشريعة لا تأتي بما تحيله العقول، وإنما تأتي بما تحار فيه العقول17".

یہ اصول اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حدیث عقل کے خلاف نہیں ہو سکتی بلکہ عقل کو رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

اسناد اور متن کا باہمی تعلق

اسناد اور متن دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ صرف اسناد کی تحقیق کافی نہیں اور نہ ہی صرف متن کی تحقیق۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"الحكم على الحديث بالصحة أو الضعف إنما يكون بمجموع النظر في سنده ومتنه[18]".

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ حدیث کی صحت کا فیصلہ اسناد اور متن دونوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

معاصر دور میں اسناد و متن کی تحقیق

موجودہ دور میں حدیث کی تحقیق میں نئے چیلنجز سامنے آئے ہیں، جیسے:

- ڈیجیٹل ذرائع سے غیر مستند احادیث کا پھیلاؤ
- سیاق سے ہٹ کر متن کی تشریح
- مغربی تنقیدی نظریات

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی لکھتے ہیں:

"إن منهج المحدثين في نقد الإسناد والمتن يعد من أدق المناهج العلمية في التاريخ[19]".

یہ قول اس بات کو واضح کرتا ہے کہ محدثین کا طریقہ تحقیق آج بھی سائنسی معیار پر پورا اترتا ہے۔

اسناد کی تحقیق اور تنقیدِ متن علمِ حدیث کے دو بنیادی ستون ہیں۔ اسناد حدیث کی ظاہری صحت کو یقینی بناتی ہے جبکہ متن اس کے مفہوم اور حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ ان دونوں کے امتزاج کے بغیر نہ حدیث کی صحت کا صحیح تعین ممکن ہے اور نہ ہی اس کا درست فہم حاصل ہو سکتا ہے۔

سیاق وسباق کی اہمیت

فہمِ حدیث میں **سیاق و سباق** (Context) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی حدیث کے صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لیے اس کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے پس منظر، حالاتِ ورود، مخاطبین، اور زمانی و مکانی صورتحال کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ محدثین اور فقہاء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ حدیث کو اس کے سیاق سے الگ کر کے سمجھنا غلط فہمیوں کا سبب بنتا ہے۔

سیاق وسباق کا مفہوم

سیاق سے مراد وہ الفاظ اور جملے ہیں جو کسی حدیث کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں، جبکہ سباق سے مراد وہ حالات و واقعات ہیں جن کے تحت حدیث بیان ہوئی۔

امام شاطبیؒ سیاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"معرفة أسباب النزول والورود تعين على فهم النصوص، فإن الجهل بها يورث الغلط في الفهم[20]".

یہ قول واضح کرتا ہے کہ حالاتِ ورود کو جانے بغیر نصوص کا صحیح فہم ممکن نہیں۔

فہمِ حدیث میں سیاق کا کردار

سیاق وسباق حدیث کے مفہوم کو واضح کرتا ہے اور اس کے اطلاق کو درست حد تک محدود یا وسیع کرتا ہے۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"السياق يرشد إلى تبيين المجمل، وتعيين المحتمل، وتخصيص العام[21]".

یہ اقتباس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سیاق حدیث کے مجمل کو واضح اور عام کو خاص کرنے میں مدد دیتا ہے۔

اسبابِ ورود کی اہمیت

جس طرح قرآن کے فہم کے لیے اسبابِ نزول اہم ہیں، اسی طرح حدیث کے لیے اسبابِ ورود (Background circumstances) کو جاننا ضروری ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

"معرفة سبب الحديث طريق قوي في فهم معناه[22]".

ترجمہ: "حدیث کے سبب (پس منظر) کو جاننا اس کے معنی کو سمجھنے کا ایک مضبوط طریقہ ہے۔"

غلط فہمیوں سے بچاؤ میں سیاق کا کردار

بسا اوقات کسی حدیث کو سیاق سے ہٹ کر پیش کرنے سے اس کا مفہوم بدل جاتا ہے اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

"لا بد من النظر في مجموع النصوص وسياقها حتى لا يقع الخطأ في الفهم[23]".

ترجمہ: فہم میں غلطی سے بچنے کے لیے تمام نصوص اور ان کے سیاق وسباق پر غور کرنا ضروری ہے۔"

سیاق اور لسانی تجزیہ کا تعلق

سیاق وسباق کا تعلق صرف حالات سے نہیں بلکہ زبان کے اسلوب سے بھی ہے۔

امام عبد القاہر جرجانیؒ فرماتے ہیں:

"لا يُفهم الكلام إلا بالنظر في نظمه وسياقه24".

معاصر دور میں سیاق وسباق کی ضرورت

ڈیجیٹل دور میں حدیث کو اکثر سیاق سے ہٹ کر پیش کیا جاتا ہے، جس سے کئی فکری اور عملی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"فهم السنة بعيدًا عن سياقها يؤدي إلى انحراف في الفهم والتطبيق[25]".

یہ اقتباس اس بات کو واضح کرتا ہے کہ سیاق کے بغیر حدیث کا فہم ناقص اور بعض اوقات گمراہ کن ہو سکتا ہے۔

سیاق وسباق فہمِ حدیث کا ایک لازمی اور بنیادی عنصر ہے۔ یہ نہ صرف حدیث کے صحیح مفہوم کو واضح کرتا ہے بلکہ غلط فہمیوں سے بھی بچاتا ہے۔ اس کے بغیر حدیث کی تعبیر ناقص رہ جاتی ہے۔ اس لیے محدثین نے ہمیشہ سیاق و سباق کو فہمِ حدیث کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔

لسانی وبلاغی تجزیہ

فہمِ حدیث میں لسانی وبلاغی تجزیہ کو نہایت بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ حدیثِ نبوی ﷺ عربی زبان کے اعلیٰ ترین اسلوب میں بیان ہوئی ہے۔ اس لیے حدیث کے الفاظ، تراکیب، محاورات، اور بلاغی پہلوؤں کو سمجھے بغیر اس کے حقیقی مفہوم تک پہنچنا ممکن نہیں۔ محدثین اور اصولیین نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا ہے کہ حدیث کے فہم میں زبان اور بلاغت کا گہرا شعور ضروری ہے۔

لسانی تجزیہ کی اہمیت

لسانی تجزیہ سے مراد حدیث کے الفاظ، ان کے لغوی معانی، اور نحوی ساخت کا جائزہ لینا ہے۔ اس کے ذریعے الفاظ کے صحیح مفہوم اور ان کے باہمی تعلق کو سمجھا جاتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"لا يُحيط أحدٌ بالسنة حتى يعرف لسان العرب26".

ترجمہ: کوئی شخص سنت کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتا جب تک وہ عربی زبان کو نہ جانتا ہو۔"

بلاغی تجزیہ(Rhetorical Analysis)

بلاغی تجزیہ میں حدیث کے اسالیبِ بیان، مجاز، کنایہ، اور استعارات کو سمجھا جاتا ہے، جو معنی کو گہرائی اور وسعت دیتے ہیں۔

امام عبدالقاہر جرجانیؒ فرماتے ہیں:

"البلاغةُ في النظم ومعرفةُ معاني الكلام بحسب السياق[27]".

ترجمہ: "بلاغت نظم (ترتیبِ کلام) میں ہوتی ہے اور کلام کے معانی کو اس کے سیاق کے مطابق جاننے میں ہے۔"

مجاز اور حقیقت کا فرق

حدیث میں بعض اوقات الفاظ اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ غلط فہمیاں پیدا نہ ہوں۔

امام ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں:

"العربُ تتسع في المجاز، ومن لم يعرفه أخطأ في فهم الحديث[28]".

الفاظ کے عموم و خصوص

حدیث میں بعض الفاظ عام (General) ہوتے ہیں اور بعض خاص(Specific) ، جن کی تعیین بلاغی اصولوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"النصوص تُحمل على عمومها ما لم يأت ما يخصصها[29]".

یہ اصول اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ الفاظ کو ان کے عمومی معنی پر رکھا جائے جب تک کوئی دلیل اس کو خاص نہ کرے۔

اسلوبِ بیان اور اس کے اثرات

حدیث میں مختلف اسالیب استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے:

- تاکید
- تشبیہ

- کنایہ
- سوال وجواب

یہ اسالیب حدیث کے معنی کو مؤثر اور واضح بناتے ہیں۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"الكلام يُفهم بحسب أسلوبه وطرائق بيانه30".

ترجمہ: کلام کو اس کے اسلوب اور بیان کے طریقوں کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔"

معاصر دور میں لسانی وبلاغی تجزیہ

موجودہ دور میں حدیث کے فہم میں لسانی اور بلاغی تجزیہ کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے، کیونکہ جدید قاری عربی زبان سے مکمل واقف نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی لکھتے ہیں:

"الفهم الصحيح للحديث يتطلب إدراكًا دقيقًا للغة العربية وأساليبها[31]".

یہ اقتباس اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جدید دور میں بھی عربی زبان کی اہمیت برقرار ہے۔

معاصر دور اور فہمِ حدیث کے تقاضے

معاصر دور میں فہمِ حدیث کو نئے علمی، فکری اور سماجی چیلنجز کا سامنا ہے۔ جہاں ایک طرف معلومات تک رسائی آسان ہو گئی ہے، وہیں غیر مستند روایات، سطحی فہم، اور سیاق سے ہٹ کر تعبیرات نے حدیث کے صحیح مفہوم کو متاثر کیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ فہمِ حدیث کے لیے ایسے جدید اصول وضع کیے جائیں جو کلاسیکی بنیادوں کے ساتھ ہم آہنگ ہوں اور عصرِ حاضر کے مسائل کا مؤثر جواب دے سکیں۔

جدید علمی وفکری چیلنجز

موجودہ دور میں مختلف فکری رجحانات جیسے سیکولرزم، عقل پرستی، اور مغربی تنقیدی مناہج نے حدیث کے فہم پر اثر ڈالا ہے۔ بعض حلقے حدیث کو صرف تاریخی متن کے طور پر دیکھتے ہیں، جس سے اس کی تشریعی حیثیت متاثر ہوتی ہے۔

امام ابن القیمؒ اس حوالے سے اصولی رہنمائی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الشريعة مبناها على الحكمة والمصلحة، فلا يمكن أن تأتي بما يخالف العقل الصحيح32".

ترجمہ: "شریعت کی بنیاد حکمت اور مصلحت پر ہے، اس لیے یہ صحیح عقل کے خلاف کوئی حکم نہیں لاتی۔"

ڈیجیٹل دور اور حدیث کی ترسیل

سوشل میڈیا، ویب سائٹس، اور موبائل ایپس نے حدیث کی ترسیل کو عام کر دیا ہے، مگر اس کے ساتھ کئی مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں:

- غیر مستند احادیث کا تیزی سے پھیلاؤ
- حوالہ جات کی غلط نسبت
- سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرنا

ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب لکھتے ہیں:

"انتشار الحديث دون تحقق علمي يؤدي إلى خلط الصحيح بالضعيف[33]".

اجتہاد اور فہمِ حدیث

معاصر دور میں نئے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ حدیث کو جدید حالات پر منطبق کرنے کے لیے گہرے فہم اور علمی بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی فرماتے ہیں:

"الاجتهاد ضرورة لفهم السنة في ضوء متغيرات العصر[34]".

یہ اقتباس اس بات کو واضح کرتا ہے کہ بدلتے ہوئے حالات میں اجتہاد ناگزیر ہے۔

بین المضامین (Interdisciplinary) مطالعہ

جدید دور میں حدیث کے فہم کے لیے دیگر علوم جیسے تاریخ، سوشیالوجی، اور لسانیات سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ یہ طریقہ حدیث کے مفہوم کو زیادہ جامع اور گہرا بناتا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی لکھتے ہیں:

"المنهج الحديثي يستفيد من العلوم الأخرى دون أن يفقد أصالته[35]".

تنقیدی و تحقیقی منہج کی ضرورت

معاصر دور میں حدیث کے فہم کے لیے تنقیدی سوچ (Critical Thinking) اور تحقیقی منہج کو اپنانا ضروری ہے۔

امام شاطبیؒ اصولی طور پر فرماتے ہیں:

"النظر في مآلات الأفعال معتبر في الشريعة[36]".

یہ اصول اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حدیث کو سمجھتے وقت اس کے نتائج اور اثرات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

روایت اور درایت میں توازن

معاصر دور میں سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ روایت اور درایت کے درمیان توازن قائم رکھا جائے۔ صرف روایت پر انحصار کرنے سے جمود پیدا ہوتا ہے، جبکہ صرف درایت پر انحصار کرنے سے تحریف کا خطرہ ہوتا ہے۔

یہ توازن ہی فہمِ حدیث کو اعتدال اور صحت فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ :

اس تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علمِ اصولِ حدیث ایک مکمل اور منظم علمی نظام ہے جسے محدثین نے سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت اور صحت کے تعین کے لیے وضع کیا۔ یہ نظام روایت اور درایت دونوں پر قائم ہے، جہاں اسناد کی تحقیق اور تنقیدِ متن کے ذریعے صحیح اور ضعیف احادیث میں فرق کیا جاتا ہے، جبکہ سیاق وسباق اور لسانی وبلاغی تجزیہ حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اصولِ حدیث کا تاریخی ارتقاء اس علم کی پختگی اور وسعت کا مظہر ہے، جو ہر دور میں نئے چیلنجز کے مطابق ترقی کرتا رہا۔ معاصر دور میں ڈیجیٹل میڈیا، فکری تبدیلیوں، اور علمی تنوع نے فہمِ حدیث کے نئے تقاضے پیدا کیے ہیں، جن کے لیے جدید مناہج کی ضرورت ناگزیر ہو چکی ہے۔

مزید برآں، یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ حدیث کا درست فہم صرف اسی وقت ممکن ہے جب روایت اور درایت کے درمیان توازن قائم رکھا جائے، اور حدیث کو اس کے مکمل سیاق وسباق اور لسانی پس منظر کے ساتھ سمجھا جائے۔

لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصولِ حدیث کی مضبوط کلاسیکی بنیادوں کو برقرار رکھتے ہوئے جدید اصولِ فہمِ حدیث کی تشکیل وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ اسلامی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق درست، مؤثر اور متوازن انداز میں پیش کیا جا سکے۔

نتائج البحث (Findings)

یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محدثین کی وضع کردہ اصولِ حدیث ایک نہایت دقیق اور منظم علمی نظام ہے جو سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت اور ضبط کو یقینی بناتا ہے۔

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایت اور درایت کا امتزاج حدیث کے درست اور متوازن فہم کے لیے ناگزیر ہے۔
تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسناد کی جانچ آج بھی حدیث کی صحت کے تعین میں بنیادی معیار کی حیثیت رکھتی ہے۔
یہ واضح ہے کہ تنقیدِ متن، تنقیدِ سند کی طرح، حدیث کے صحیح فہم کے حصول میں برابر اہمیت رکھتی ہے۔
حدیث کے سیاق و سباق اور اس کے بیان کے حالات اس کے درست مفہوم کے تعین اور غلط فہمی سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ لسانی اور بلاغی تجزیہ حدیث کے گہرے معانی اور دلالات کو سمجھنے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔
تحقیق اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ سیاق کو نظرانداز کرنے سے حدیث کے مفہوم میں غلط تعبیرات پیدا ہو جاتی ہیں۔
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاصر اجتہاد سنتِ نبوی ﷺ کو جدید مسائل سے مربوط کرنے کے لیے ایک اہم ضرورت ہے۔
یہ بات سامنے آتی ہے کہ جدید تحقیقی مناہج حدیث کے فہم کو بہتر بنا سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ کلاسیکی اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔
نتائج سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شرعی علوم اور انسانی علوم کے درمیان ہم آہنگی فہمِ حدیث کو مزید وسعت اور گہرائی فراہم کرتی ہے۔
یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ سوشل میڈیا نے احادیث کے بغیر تحقیق پھیلاؤ میں اضافہ کیا ہے۔
تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ ڈیجیٹل ذرائع سے پھیلنے والی احادیث کے ساتھ تنقیدی اور تحقیقی رویہ اپنانا ضروری ہے۔
یہ واضح ہوتا ہے کہ فہمِ حدیث کے جدید اصولوں کی تشکیل فکری شبہات کے ازالے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔
یہ بھی سامنے آتا ہے کہ حدیثی ورثے کی حفاظت کے ساتھ اس کے فہم کے جدید ذرائع کو اپنانا ایک مطلوب علمی توازن ہے۔
آخرکار تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ کلاسیکی اصولوں پر مبنی جدید اصولِ فہمِ حدیث کی تشکیل عصرِ حاضر میں اسلامی تعلیمات کے درست اطلاق کے لیے ناگزیر ہے۔

حواشی

[1] ابن الصلاح، علوم الحدیث، دار الفکر، دمشق، 1986ء، ج1، ص12۔
Ibn al-Salah, Ulum al-Hadith, Dar al-Fikr, Damascus, 1986, Vol. 1, p. 12.

[2] خطیب بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، صفحہ 121۔
(Khatib al-Baghdadi, Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1988, p.121)

[3] امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (مقدمہ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1991ء، جلد1، صفحہ 14۔
(Imam Muslim, Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim (Muqaddimah), Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1991, Vol.1, p.14)

[4]امام مسلم، صحیح مسلم (مقدمہ)،دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1991ء، جلد1، صفحہ 15۔
(Imam Muslim Muslim(Muqaddimah),Dar Ihya al-Turath al-Arabi,Beirut,1991,Vol1, p.15)

[5]ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، ھدي الساري مقدمة فتح الباري، دار المعرفہ، بیروت، 1959ء، جلد1، صفحہ 11۔
(Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmad bin Ali, Hadi al-Sari Muqaddimah Fath al-Bari, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1959, Vol.1, p.11)

[6]ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، علوم الحدیث، دار الفکر، دمشق، 1986ء، جلد1، صفحہ 9۔
(Ibn al-Salah, Uthman bin Abd al-Rahman, Ulum al-Hadith, Dar al-Fikr, Damascus, 1986, Vol.1, p.9)

[7]محمد مصطفی الاعظمی، دراسات فی الحدیث النبوی، مکتبۃ الاسلامی، بیروت، 1992ء، صفحہ 67۔
(Muhammad Mustafa al-A'zami, Dirasat fi al-Hadith al-Nabawi, Maktabah al-Islami, Beirut, 1992, p.67)

[8]خطیب بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، جلد1، صفحہ 65۔
(Khatib al-Baghdadi, Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1988, Vol.1, p.65)

[9]امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (مقدمہ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1991ء، جلد1، صفحہ 15۔
(Imam Muslim, Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim (Muqaddimah), Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1991, Vol.1, p.15)

[10]ابن القیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، دار الجیل، بیروت، 1973ء، جلد1، صفحہ 87۔
(Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, I'lam al-Muwaqqi'in, Dar al-Jil, Beirut, 1973, Vol.1, p.87)

[11]شاہ ولی اللہ دہلوی، احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، جلد1، صفحہ 134۔
(Shah Waliullah Dehlawi, Ahmad bin Abd al-Rahim, Hujjat Allah al-Balighah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1997, Vol.1, p.134)

[12]یوسف القرضاوی، کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ، دار الشروق، قاہرہ، 2000ء، صفحہ 45۔
(Yusuf al-Qaradawi, Kayfa Nata'amal ma'a al-Sunnah al-Nabawiyyah, Dar al-Shuruq, Cairo, 2000, p.45)

[13]امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (مقدمہ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1991ء، جلد1، صفحہ 15۔
(Imam Muslim, Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim (Muqaddimah), Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1991, Vol.1, p.15)

[14]ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن، علوم الحدیث، دار الفکر، دمشق، 1986ء، جلد1، صفحہ 17۔
(Ibn al-Salah, Uthman bin Abd al-Rahman, Ulum al-Hadith, Dar al-Fikr, Damascus, 1986, Vol.1, p.17)

[15]خطیب بغدادی، احمد بن علی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، جلد1، صفحہ 93۔
(Khatib al-Baghdadi, Ahmad bin Ali, Al-Kifayah fi Ilm al-Riwayah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1988, Vol.1, p.93)

16ابن القیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، دار الجیل، بیروت، 1973ء، جلد1، صفحہ87۔
(Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, I'lam al-Muwaqqi'in, Dar al-Jil, Beirut, 1973, Vol.1, p.87)

17شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، دار المعرفہ، بیروت، 1997ء، جلد2، صفحہ302۔
(Al-Shatibi, Ibrahim bin Musa, Al-Muwafaqat, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1997, Vol.2, p.302)

18ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، صفحہ45۔
(Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmad bin Ali, Nuzhat al-Nazar Sharh Nukhbat al-Fikar, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2003, p.45)

19محمد مصطفی الاعظمی، دراسات فی الحدیث النبوی، مکتبۃ الاسلامی، بیروت، 1992ء، صفحہ89۔
(Muhammad Mustafa al-A'zami, Dirasat fi al-Hadith al-Nabawi, Maktabah al-Islami, Beirut, 1992, p.89)

20شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، دار المعرفہ، بیروت، 1997ء، جلد3، صفحہ412۔
(Al-Shatibi, Ibrahim bin Musa, Al-Muwafaqat, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1997, Vol.3, p.412)

21ابن القیم، محمد بن ابی بکر، بدائع الفوائد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء، جلد4، صفحہ9۔
(Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Bada'i al-Fawa'id, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1996, Vol.4, p.9)

22سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، دار الفکر، دمشق، 1993ء، جلد1، صفحہ192۔
(Al-Suyuti, Jalal al-Din, Tadrib al-Rawi, Dar al-Fikr, Damascus, 1993, Vol.1, p.192)

23شاہ ولی اللہ دہلوی، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، جلد1، صفحہ136۔
(Shah Waliullah Dehlawi, Ahmad bin Abd al-Rahim, Hujjat Allah al-Balighah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1997, Vol.1, p.136)

24عبد القاہر جرجانی، دلائل الاعجاز، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، صفحہ56۔
(Abd al-Qahir al-Jurjani, Dala'il al-I'jaz, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1988, p.56)

25یوسف القرضاوی، کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ، دار الشروق، قاہرہ، 2000ء، صفحہ78۔
(Yusuf al-Qaradawi, Kayfa Nata'amal ma'a al-Sunnah al-Nabawiyyah, Dar al-Shuruq, Cairo, 2000, p.78)

26امام شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1993ء، صفحہ51۔
(Imam al-Shafi'i, Muhammad bin Idris, Al-Risalah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1993, p.51)

27عبد القاہر جرجانی، دلائل الاعجاز، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1988ء، صفحہ45۔
(Abd al-Qahir al-Jurjani, Dala'il al-I'jaz, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1988, p.45)

28ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم، تاویل مختلف الحدیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1999ء، صفحہ23۔
(Ibn Qutaybah, Abdullah bin Muslim, Ta'wil Mukhtalif al-Hadith, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1999, p.23)

29شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، دار المعرفہ، بیروت، 1997ء، جلد3، صفحہ89۔
(Al-Shatibi, Ibrahim bin Musa, Al-Muwafaqat, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1997, Vol.3, p.89)

30ابن القیم، محمد بن ابی بکر، بدائع الفوائد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء، جلد2، صفحہ145۔

(Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Bada'i al-Fawa'id, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1996, Vol.2, p.145)

31محمد مصطفی الاعظمی، دراسات فی الحدیث النبوی، مکتبۃ الاسلامی، بیروت، 1992ء، صفحہ75۔

(Muhammad Mustafa al-A'zami, Dirasat fi al-Hadith al-Nabawi, Maktabah al-Islami, Beirut, 1992, p.75)

32ابن القیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین، دار الجیل، بیروت، 1973ء، جلد3، صفحہ3۔

(Ibn al-Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, I'lam al-Muwaqqi'in, Dar al-Jil, Beirut, 1973, Vol.3, p.3)

33محمد عجاج الخطیب، اصول الحدیث علومہ ومصطلحہ، دار الفکر، دمشق، 1989ء، صفحہ210۔

(Muhammad Ajjaj al-Khatib, Usul al-Hadith Ulumuhu wa Mustalahuhu, Dar al-Fikr, Damascus, 1989, p.210)

34یوسف القرضاوی، کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ، دار الشروق، قاہرہ، 2000ء، صفحہ102۔

(Yusuf al-Qaradawi, Kayfa Nata'amal ma'a al-Sunnah al-Nabawiyyah, Dar al-Shuruq, Cairo, 2000, p.102)

35محمد مصطفی الاعظمی، دراسات فی الحدیث النبوی، مکتبۃ الاسلامی، بیروت، 1992ء، صفحہ90۔

(Muhammad Mustafa al-A'zami, Dirasat fi al-Hadith al-Nabawi, Maktabah al-Islami, Beirut, 1992, p.90)

36شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، دار المعرفہ، بیروت، 1997ء، جلد4، صفحہ194۔

(Al-Shatibi, Ibrahim bin Musa, Al-Muwafaqat, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1997, Vol.4, p.194)